نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ٱلْكَرِيمِ

اما بعد! ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام جُملہ (تمام) اَنواع، نور کے سرچشمہ ہیں۔ اسی لئے آپ ﷺ حسّی نور بھی ہیں، معنوی بھی۔ ہمارا اِستدلال آیت قَدۡ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٞ وَكِتَٰبٞ مُّبِينٞ [1] سے ہے اور دیوبندی، وہابی کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف بشر ہیں، نور نہیں ہیں۔ میں آپ کو حوالوں کے ساتھ بتاؤں کہ حضور علیہ السلام بشر ہیں یا نور۔ سب سے پہلے میں آپ کو اپنا عقیدہ بتاؤں کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے حضور ﷺ کے نور کے متعلق۔ اہلِ سنت کا اس مسئلہ میں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خِلقَت (تخلیق) اپنے ذاتی نور سے فرمائی اور پھر اس نور پاک کو پاکیزہ بشریّت اور مطہرہ جسمانیّت کا لباس پہنا کر انسانوں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے عالمِ شہادت (دنیا) میں مبعوث فرمایا۔ یعنی ہم اہلِ سنت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ فرشتوں کی طرح نورِ محض (فقط نور) تسلیم کرتے ہیں اور نہ منکرینِ شانِ نورانیّت کی مانند (طرح) اپنے جیسے بشر مانتے ہیں۔ خداوند قُدّوس نے جس طرح آپ ﷺ کی ذاتِ اَقدس کو عالَمِ قُدس کی نورانی اور روحانی نُزہتوں اور حقیقتوں سے نوازا ہے اسی طرح عالمِ شہادت کے حقائقِ جسمیہ وماہیتِ مادیہ سے بھی متّصف فرمایا ہے تاکہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیّتِ کُبریٰ میں کوئی کمی اور نقص باقی نہ رہ جائے۔

آنچه خوباں ہمه دارند تو تنہا داری

حُضُورِ اَنور ﷺ کی نُورانیّت، فِرشتوں سے زیادہ رَوشن اور پاکیزہ، اور آپ ﷺ کی بے مِثال بَشَریّت، مَلائکہ کی ملکیّت (فرشتوں کی صفات) سے اَفضَل و اَعلیٰ اور بَرتَر و بالا ہے، جو ہر طرح کی بَشَری کَثافتوں (انسانی کمزوریوں) اور ہر قِسم کی نَجاستوں، غِلاظتوں (گندگیوں) اور تاریکیوں سے قَطعاً پاک، طَیّب (پاکیزہ) اور طاہر (صاف وشفاف) ہے۔ خُداوَندِ قُدّوس نے اپنے محبوبِ اَکرَم، نُورِ مُجَسّم ﷺ کو صُورَت وسِیرَت، جِسم ورُوح اور ظاہر وباطِن کے اِعتِبار سے خُوبی وکَمال اور حُسن و جَمال کا مِعیارِ آخِر (کامل نمونہ) بنا کر بَزمِ کائنات میں بھیجا تھا۔ بے شک، رِسالَت مآب ﷺ کے باطِن کی نُورانیّت ہی نہیں، ظاہر کی بلکہ بَشَریّت بھی بے نَظیر (نرالی) اور بے مِثال تھی۔ حُسن و جَمال، اور زیبائی ورَعنائی (دلکشی) کے تمام شُعَرانہ واَدِیبانہ اَشعار اور تشبیہات کی جہاں اِنتِہا ہوتی ہے، محبوبِ فِطرت ﷺ کے حُسن وزیبائی اور خُوبی ورَعنائی کا وہاں سے آغاز ہوتا ہے۔

رُخِ مصطفٰے ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ　　نہ ہماری بزمِ خیال میں، نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

خِلقَتِ محمدی ﷺ کی حقیقت: خُداوَندِ قُدّوس نے اپنے پیارے محبوبِ کریم ﷺ کی خِلقَت (پیدائش) اپنے نُور سے فرما کر بَشَری (انسانی) لباس میں اس لئے مبعُوث (بھیجا) فرمایا کہ انسان رُشد وہِدایت کی دولت سے سَرفَراز (فیض یاب) ہو سکیں۔ اگر حُضُورِ اَنور ﷺ اپنے حقیقی حُسن و جَمال میں جلوَہ گر (ظاہر) ہوتے تو انسان نہ صرف فیض وبَرَکت سے، بلکہ دیدارِ پُر اَنوار ﷺ (روشن چہرے کے دیدار) کی سَعادَت سے بھی مَحرُوم رہتے۔

جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی "مدارج النبوۃ"، جلد اول، صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰ پر لکھتے ہیں:

" آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم از سر تا بقدم بیحد نور بود کہ دیدہ حیرت در جمال و کمال خیرہ می شود مثل ماہ و آفتاب تاباں روشن بود و اگر نقاب بشریّت نپوشیدہ بودے کس را مجال و ادراک حسن او ممکن نبود"

علامہ زرقانی، جلد پنجم، صفحہ ۱۹۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

---

[1]) المائدۃ: 15　　**ترجمہ:** بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

وَقَدْ حَكَى الْقُرْطُبِيُّ -فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ- عَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لِأَنَّهُ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهِ لَمَا أَطَاقَتْ أَعْيُنُنَا رُؤْيَتَهُ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-.[2]

ترجمہ: اللہ تعالی نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں کیا، یہ اللہ تعالی کا خاص فضل و کرم ہے ورنہ ہماری آنکھیں آپ ﷺ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔

علامہ علی قاری "جمع الوسائل فی شرح الشمائل، جلد دوم، صفحہ ۷" پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

إِنَّ جَمَالَ نَبِيِّنَا - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ فِي غَايَةِ الْكَمَالِ، وَإِنَّ مِنْ جُمْلَةِ صَفَائِهِ، وَكَثْرَةِ ضِيَائِهِ عَلَى مَا رُوِيَ أَنَّ صُورَتَهُ كَانَ يَقَعُ نُورُهَا عَلَى الْجِدَارِ بِحَيْثُ يَصِيرُ كَالْمِرْآةِ يَحْكِي مَا قَابَلَهُ مِنْ مُرُورِ الْمَارِّ لَكِنَّ اللهَ سَتَرَ عَنْ أَصْحَابِهِ كَثِيرًا مِنْ ذَلِكَ الْجَمَالِ الزَّاهِرِ، وَالْكَمَالِ الْبَاهِرِ إِذْ لَوْ بَرَزَ إِلَيْهِمْ لَصَعُبَ النَّظَرُ إِلَيْهِ عَلَيْهِمْ.[3]

ترجمہ: سَرورِ عالَم ﷺ کا حُسن و جَمال اِنْتِہائی دَرَجہ کَمال (کمال کی بلند ترین حد) پر تھا، اور یہ رِوایَت آپ ﷺ کی اِنْتِہائی رَعنائی (بہت زیادہ دلکشی) اور کَثْرتِ نُورانِیَّت (زیادہ روشنی) پر دال (دلیل) ہے کہ حُضُورِ اَکْرَم ﷺ کی تَصْوِیرِ مُنِیر (روشن صورت) کا نُور دیواروں پر پڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نَبِیِّ کریم ﷺ کے رَوْشَن جَمال (چمکتی خوبصورتی) اور نُورانی کَمال کو اَصْحابِ کرام (رضی اللہ عنہم) کی نِگاہوں سے پوشیدہ رکھا۔ اگر وہ پُوری آب و تاب (کامل چمک دمک) سے جَلْوہ فگن (ظاہر) ہوتا، تو صَحابَہ (رضی اللہ عنہم) کو آپ ﷺ کے چہرۂ اَنْوار (روشن چہرہ) کی طرف دیکھنا مُشْکِل ہو جاتا۔

یہی علامہ موصوف اسی کتاب کی جلد اول پر لکھتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُ الصُّوفِيَّةِ: أَكْثَرُ النَّاسِ عَرَفُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا عَرَفُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ; لِأَنَّ حِجَابَ الْبَشَرِيَّةِ غَطَّتْ أَبْصَارَهُمْ.[4]

ترجمہ: صوفیاء کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اکثر لوگوں کو حاصل ہے، مگر رسولِ مقبول ﷺ کی معرفتِ تامّہ کسی کو بھی حاصل نہیں، اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بَشَرِی حجاب (انسانی پردہ) ان کی آنکھوں کے لیے پردہ ہے۔

یعنی آپ ﷺ کا بَشَرِی لباس آپ ﷺ کی حقیقتِ نفسُ الاَمری (باطنی حقیقت) کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ مذکورہ بالا حقیقت کو خود رسالت مآب ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا: يَا أَبَا بَكْرٍ! لَمْ يَعْرِفْنِي حَقِيقَتِي غَيْرُ رَبِّي[5]

---

[2] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثالث: فيما فضله الله تعالى به، الفصل الأول: في كمال خلقته وجمال صورته صلى الله عليه وسلم، 5/ 241، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1996 م)

[3] (جمع الوسائل في شرح الشمائل، باب ما جاء في تعطر رسول الله – صلى الله عليه وسلم، 2/ 7، المطبعة الشرفية – مصر، 1318 هـ)

[4] (جمع الوسائل في شرح الشمائل، باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم، 1/ 9، المطبعة الشرفية – مصر، 1318 هـ)

[5] ہمیں یہ ان الفاظوں میں ملی: "يَا أَبَا بَكْرٍ، وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، لَمْ يَعْرِفْنِي حَقِيقَةً غَيْرُ رَبِّي"

(الحقيقة المحمدية عند أقطاب السادة الصوفية للنبهاني، ومن جواهر الشيخ محمد الفاسي أيضاً، (شرح اسمه : مُفضّل)،ص260، كتاب–ناشرون، 2012م)

(مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، أسماء سيدنا ومولانا محمد صلي الله عليه وسلم،ص133، دار الكتب العلمية، 2005م)

ترجمہ: اے ابو بکر صدیق ! جیسے میں حقیقتاً ہوں، میرے رب کے سوا کسی نے مجھے نہیں پہچانا۔

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو　　اللہ کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

شاہ ولی اللہ کے والد کو زیارتِ رسول ﷺ:

حضرت شاہ وَلِیُّ اللہ صاحب دِہلوی اپنے والدِ ماجد شاہ عبدُالرَّحیم صاحب کا ایک عجیب و غریب خواب اپنی کتاب "مُبشِّراتُ النَّبیِّ الأَمین" میں نقل فرماتے ہیں کہ میرے والدِ ماجد جب سَرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم، صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی زیارت سے مشرف ہوئے، تو انہوں نے عرض کیا: "یارسولَ اللہ! یُوسُف علیہ السَّلام کے حسن و جمال کا یہ عالَم تھا کہ مِصر کی عورتوں نے عالَم وار فتگی (بے خودی، دیوانگی) میں اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے، مگر جناب کو دیکھ کر کسی پر ایسی کیفیت طاری نہیں ہوئی۔ یہ کیا بات ہے؟"

«فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِجَمَالِي مَسْتُورٌ عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ غَيْرَةً مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَوْ ظَهَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ أَكْثَرَ مِمَّا فَعَلُوا»[6]

شترجمہ: حُضور نبی اکرم، نورِ مجسّم، صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے فرمایا: "اے عبدُالرَّحیم! اللہ تعالیٰ نے غَیرَت کی وجہ سے میرا حُسن و جمال لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ اگر میرا حسن و جمال ظاہر ہو جائے، تو لوگوں کا حال اُس سے بھی زیادہ ہو جو یُوسُف علیہ السَّلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔"

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو　　وہ اگر جلوہ کریں، کون تماشائی ہو

دیوبندیوں کے مولوی قاسم صاحب بانیٔ دار العلوم دیوبند کے نعرۂ حق کی بھی داد دیجئے۔

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریّت　　نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار[7]

اعتراض کا جواب: رَہا یہ اِعتِراض کہ لَطافَت (نرمی) و کَثافَت (مادّی پن) اور نُورانیّت و بَشَریّت کا کسی فَردِ واحِد (ایک ہی شخص) میں جمع ہونا ممکن نہیں، تو یہ قُرآن و حَدِیث سے پُوری نا واقفیّت (بے خبری) اور جَہالَت کی دلیل ہے۔ قُرآنِ عَظِیم اور حَدِیثِ نَبَوِی ﷺ میں کئی ایسی واضح اور رَوشَن مِثالیں موجود ہیں جن میں نُورِی حَقِیقَتوں کا بَشَرِی صُورَتوں میں ظَاہِر ہونا بیان کیا گیا ہے۔ دو ایک مِثالوں سے لُطف اَندُوز ہوں: مُجَسَّمۂ عِفَّت حضرت مَرْیَم رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے پاس حضرت رُوحُ الاَمِین علیہِ السَّلَام جن کی حقیقت مَلَکی (فرشتے کی) ہے، اِنسَانِی صُورَت میں تَشرِیف لائے۔ اور حضرت مریم رَضِیَ اللہ عَنْہَا نے بھی بلا کم و کاست حضرت جبرائیل علیہِ السَّلَام کو صُورَتِ اِنسان میں دیکھا اور آپ کو اِنسان ہی سمجھا۔ قُرآنِ عَظِیم اِس وَاقِعۂ عَجِیبَہ کو اِس عُنوان سے بیان فرماتا ہے:

فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (سورۃ مَرْیَم:17)

ترجمہ": پھر بھیجا ہم نے اُس کے پاس اپنا فِرشتہ، پھر بَن کر آیا اُس کے آگے آدمی پورا۔"

حضرتِ اِبرَاہِیم اور حضرتِ لُوط علیہما السّلام کے پاس کئی ایک فِرشتوں کا انسانی صُورت میں تشریف لانا، قُرآنِ کریم کی متعدِّد آیات میں مذکور ہے۔

(جواهر البحار في فضائل النبي المختارللنبهاني، ومن جواهر الشيخ محمد الفاسي أيضاً،(شرح اسمه : مُفضّل)،2/ 264، دار الكتب العلمية ـ بيروت، 2010م)

[6]) اس حدیث کو دیوبندیوں کے ذکریا کاندھلوی نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

(أوجز المسالك إلى موطأ مالك، كتاب صفة النبي صلي الله عليه وسلم، باب ما جاء في صفة النبي صلي الله عليه وسلم، 16/ ، الحديث 1646، دار القاسم، دمشق)

[7]) (قصائدِ قاسمی از قاسم نانوتوی، قصیدہ بہاریہ در نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص6، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی)

اور مسلم شریف، کتابُ الاِیمان کی حدیث میں حضرتِ جبرَئیلِ امین کا بارگاہِ رِسالَت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حاضر ہونا، جس کی حاضری کا ذِکر حضرتِ فارُوقِ اَعظم رضی اللّٰہ عنہ ان واضح الفاظ میں کرتے ہیں: "إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَىٰ عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ "[8]

ترجمہ: ظاہر ہوا اوپر ہمارے سفید کپڑوں، سخت کالے بالوں والا، نہیں دیکھا جاتا اوپر اس کے اثرِ سفر۔

فائدہ: تو ان واقعاتِ جلیلہ سے معلوم ہوا کہ اِطلاقِ بَشَرِیّت (بشر کہنے) سے حَقِیقَتِ بَشَرِیّت (واقعی انسان ہونا) لازم نہیں آتی۔ قُرآن و حدیث کے اطلاقِ بشریت کے بعد جِبرائیلُ اَمین علیہ السّلام کو اور دیگر مَلَائِکہ (فرشتے) کی حقیقت بَشَرِی (انسانی) مُتَوَہَّم (گمان کردہ) نہیں ہو سکی بلکہ ان کی حقیقتِ مَلَکِی نُورَانِی (فرشتوں والی نوری حقیقت) ہی رہی۔ اور ان اِرْشَادَاتِ عَالِیَہ سے بھی ثابت ہوا کہ نورانیّت و بشریّت میں تَضَاد (ٹکراؤ) نہیں، ان کا ذاتِ واحد میں جمع ہونا نہ صرف ممکن بلکہ واقع (حقیقت میں پیش آیا) ہے۔ حُضُورِ اَکْرَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صورتِ بشری سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظَاہِرًا و بَاطِنًا (بیرونی و اندرونی طور پر) بشر سمجھنا اور نُورِی نہ سمجھنا اگر ایمان کا کوئی مسئلہ ہے، تو پھر جبرائیلُ اَمین اور دیگر مَلَائِکہ کو شکلِ انسانی اور لباسِ بشری میں جلوہ گر دیکھ کر اپنے جیسا انسان کیوں خیال نہیں کیا جاتا؟ اور کیوں ان کی حقیقت کو لباسِ بشری میں بھی نُورِی ہی سمجھا جاتا ہے؟

کیا جس مصلحت کی بِنَاء پر ان فرشتوں کو بِصُورَتِ بَشَرِی بھیجا گیا تھا، وہ مصلحت حضرتِ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو صُورَتِ بَشَرِی میں ظاہر اور مَبعوث اِلَی الخَلق فرمانے (مخلوق کی جانب بھیجنے) میں قرینِ عقل و نقل نہیں؟ معلوم ہوا کہ اِطلاقِ بَشَرِیَّت سے حقیقتِ بَشَرِیَّت لازم نہیں آتی۔ بے شک ہم اہلِ سُنّت حضرتِ جبرائیلِ امین اور دیگر ملائکہ کی حقیقتِ مَلَکِیَّہ (فرشتہ ہونے کی اصل حقیقت) اور ان کی ظاہری بَشَرِیَّت (انسانی صورت) سے حقیقتِ محمدیّہ (حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نوری حقیقت) اور ان کی بے مِثل بَشَرِیَّت کو بدَرَجہا افضل و اعلیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ لاریب (کوئی شک نہیں) حضورِ اکرم نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُسی بے مِثل بَشَرِیَّت کے ساتھ عَرش و کُرسی اور لا مَکان (وہ مقام جہاں مکان نہیں) کی اَزَلی و اَبدی فضاؤں میں پَرواز فرماتے تھے۔

آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہٖ و آنرا کہ کس نہ دید تو آنرا بدیدہ[9]

حضور ہر خوبی و کمال میں بے مثل و بے نظیر ہیں

سَرْوَرِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی ہر خُوبی اور کمال میں بے مِثْل و بے نَظِیر (لاجواب) ہیں، کوئی بھی فَضائل و کمالات میں آپ کا شَرِیک (حصہ دار) و سَہِیم (شریکِ کار) نہیں، یہ پوری کائنات محمدِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نُورانیّت و بَشَرِیَّت پر آپ اپنا جواب ہے

دونوں جہاں آئینہ دکھلا کے رہ گئے لانا پڑا تم ہی کو تمہاری مثال میں

نورانیّت و بشریّت کے احوال: سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی قدر میں یہ دونوں کمال علیٰ وجہِ الاَتَمّ (کمال کی انتہائی صورت میں) موجود ہیں، اس لیے آپ کی کتابِ زندگی مختلف قسم کے نورانی اوصاف اور بشری احوال کا مرقّع (خوبصورت مجموعہ) نظر آتی ہے۔ نورانی اوصاف، بِتقاضائے نورانیّت (نورانیت کے مطابق) محقَّق (ظاہر و ثابت) ہوتے ہیں، اور بشری احوال، بِتقاضائے بشریّت (بشریت کے مطابق) ظُہور پذیر (ظاہر ہونے والے) ہوتے ہیں۔ کبھی کسی مصلحت اور حکمت (گہری دانائی) کی بناء پر نورانی اوصاف جَلوہ نما (ظاہر) ہوتے ہیں، اور کبھی کبھی بشری احوال کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ

---

[8] (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان والإيمان بالقدر، 1/ 36، الحديث8، دار إحياء الكتب العربية)

[9] **ترجمہ:** "تو وہاں پہنچا ہے جہاں کوئی جگہ ہی نہیں، اور اُس کو دیکھا ہے جسے کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔"

متعدد بار فرشتوں نے آپ کا سینۂ اقدس چاک کرکے قلبِ اطہر کو باہر نکال کر شگاف (صفائی و تطہیر کے لیے چیرا) دیا۔ سینۂ مبارک کا چاک کیا جانا اور قلبِ اطہر کو شگاف دینا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریّتِ مطہرہ کی دلیل ہے، اور فرشتوں کا سینۂ مبارک کو بغیر کسی آلے کے چاک کرنا، اور جسدِ اطہر سے خون کا نہ نکلنا، یہ آپ کی نورانیّت کی واضح دلیل ہے۔

صاحبِ روح البیان، جلد پنجم، صفحہ ۱۰۴ پر لکھتے ہیں: "فَلَمْ يَكُنِ الشَّقُّ بِآلَةٍ وَلَمْ يَسِلْ دَمٌ"[10]

ترجمہ: شقِّ صدر (سینہ چاک کرنا) کسی آلہ (اوزار) سے نہیں تھا، اور نہ اس شگاف سے کچھ خون نکلا۔

میری اس تمہید (ابتدائی وضاحت) سے اُن تمام بیہودہ (فضول) اور لغْو (باطل) اعتراضات کا قَلْع قَمع (جڑ سے ختم کرنا) ہو گیا، جو مُنکِرینِ شانِ نُورَانِیَّت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی شان کا انکار کرنے والے) کی طرف سے آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔

مثلاً:

• حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وِلادَتِ بَاسَعَادَت	• حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ اور اہل و عِیَال کا ہونا
• حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا، سونا، بیمار ہونا،	• زخمی ہونے کی حالت میں جِسمِ اَطْہَر سے خون کا نکلنا،
• اور دانتوں کا شہید ہونا، وغیرہ وغیرہ	

احوالِ بشریّت و نورانیّت کا خاصہ: یہ تمام اَحوال بَشَرِیَّت کا خاصّہ ہیں۔ اگر حُضُورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم حَقِیقۃً (واقعی طور پر) نُورِ مَحض (خالص نور) ہوتے تو ان تمام بَشَرِی (انسانی) صفات سے پاک ہوتے۔ اس قسم کے اِعتِراضات، ان لوگوں پر تو کیے جاسکتے ہیں جو، العِیاذُ بِاللّٰہ، سرورِ عالَم نورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بَشَرِیَّت کے قائل ہی نہیں۔ اَہلِ سُنَّت وَجماعت کا، حاشا لِلّٰہ (قسم اللہ کی)، یہ کُفریّہ عقیدہ ہرگز ہرگز نہیں ہے بلکہ ہم حُضُور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نُورانِیَّتِ مُقَدَّسہ (مقدس نورانیت) کے ساتھ ساتھ، حُضُورِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بے مِثل بَشَرِیَّتِ مُطَہَّرہ (پاکیزہ و بے مثل انسانیت) کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔

یہ تمام مذکورہ اَحوال، بَشَرِیَّت کی حیثیت سے ظُہُور پَذِیر (ظاہر) ہوئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے شَقِّ صَدر (سینہ چاک کیے جانے) کے وقت خون کا نہ بہنا، کئی کئی روز بھوک اور جنگی (جنگ کی حالت) کا محسوس نہ ہونا، زمین سے آسمان کی بلندیوں تک، اور آسمان سے لامَکان (جسمانی حدود سے ماورا) تک کی سَدا بَہار (ہمیشہ رہنے والی) فَضاؤں میں سَیر کرنا، نُورانی فَرِشتوں کو دیکھنا اور ان سے بِالمُشافَہ (رُوبَرُو) گفتگو کرنا، مَلَائِکہ کی وَساطَت (ذریعہ) کے بغیر خُدائے ذُوالجَلال سے ہم کلام ہونا، اور شاہدِ اَزَلی و اَبَدی (ہمیشہ سے موجود و ہمیشہ رہنے والے مشاہدے) کی بہاروں سے لَذَّت یاب (فیض یاب) ہونا، اور اس قسم کے دیگر مافَوقُ البَشَرِیَّت (انسانی طاقت سے بالاتر) کَمالات و تَصَرُّفات بِتَقاضائے نُورانِیَّت تھے کیونکہ بَشَرِیَّتِ مَحض (خالص انسانیت) ان صفات کی مُتَحَمِّل (برداشت کرنے والی) نہیں ہو سکتی۔ اِنسان، بِحَیثِیتِ اِنسان (بطور انسان) رِسالَت و نُبُوَّت سے سرفراز نہیں ہو سکتا، چہ جائے کہ وہ اِنسانِ مَحض ہو کر مَراتِب و کَمالات کی یہ بلندیاں حاصل کر سکے۔

قُرآنِ عَزِیز اس بے بَس (ناتواں) کا ذکر یوں فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ (الشوري: 51)

---

[10]) (روح البيان،[سورة الإسراء: الآيات ١ إلى ٧]، 5/ 106، دار الفكر – بيروت)

ترجمہ: کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے بات کرے اللہ، مگر اشارہ سے، یا پردے کے پیچھے سے، یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا، پھر وہ پہنچادے اس کے حکم سے جو وہ چاہے۔

حُضُور نَبِیِّ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ان مَراتِبِ عالیہ (بلند مراتب) اور کمالاتِ مافَوق البَشَرِیَّت (انسانی طاقت سے بلند خصوصیات) سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بَشَرِ مَحض نہ تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حَقِیقَت نُورِی تھی، اور اس نُورِ مَحض کو بَشَرِیَّتِ مُقدَّسَہ اور جِسمانِیَّتِ مُطَہَّرَہ عطا فرما کر انسانوں کی رَہنُمائی و دَستگیری کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔

اس مختصر سی (چھوٹی) تمہید کے بعد، اب میں آپ کے سامنے قرآن و حدیث کے ان بَراہِینِ قاطِعَہ (ٹھوس دلائل) اور دَلائلِ ساطِعَہ (روشن دلائل) کو پیش کرنا چاہتا ہوں، جن میں حَبیبِ کبریا، احمدِ مُجتبیٰ، محمدِ مصطفیٰ ﷺ کی نُورانیّتِ مُقدَّسَہ کا تذکرہ موجود ہے۔

قرآنِ پاک میں نورانیّت مصطفیٰ ﷺ کا بیان

قرآن عظیم میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیّت کا ذکر کئی مقام پر شرح وبسط سے کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ [11]

ترجمہ: اے لوگو! بیشک تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے ایک نورِ عظیم آیا اور ایک کتاب بیان کرنے والی آئی۔

اس آیت کریمہ میں اکابرینِ اہلِ سنت کے نزدیک نور کا مصداق ذاتِ رسالت مآب ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن عظیم ہے۔ البتہ گمراہ گروہ مثلِ معتزلہ نے تو نور اور کتاب سے مراد قرآن عظیم کیا ہے۔

چنانچہ علامہ محمود آلوسی صاحب اپنی تفسیر روح المعانی، جلد ششم میں لکھتے ہیں:

«وَقَالَ أَبُو عَلِيٍّ الْجُبَّائِيُّ: عَنَى بِالنُّورِ الْقُرْآنَ لِكَشْفِهِ وَإِظْهَارِهِ طُرُقَ الْهُدَى وَالْيَقِينِ، وَاقْتَصَرَ عَلَى ذَلِكَ الزَّمَخْشَرِيُّ»[12]

یعنی ابو جبائی اور زمخشری نے نور اور کتابِ مبین سے مصداق قرآن کریم کو قرار دیا ہے۔ ہر اہلِ علم خوب جانتا ہے کہ ابو علی جبائی رئیس المعتزلہ اور زمخشری امامِ معتزلہ ہے۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں: وَهَذَا ضَعِيفٌ[13] (یہ قول ضعیف ہے)۔ علامہ علی قاری نے شرح شفاء میں فرمایا ہے کہ نور اور کتابِ مبین دونوں سے حضور انور صلی اللہ علی وسلم مراد ہیں۔[14] حضور مظہرِ صفات، مظہرِ ذات، مظہرِ احکام واخبار ہیں۔

علامہ آلوسی کی تحقیق کا خلاصہ: علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کا خلاصہ یوں لکھا ہے:

---

[11]) المائدة: 15 **ترجمہ:** بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

[12]) (تفسير الألوسي روح المعاني، المائدة: 12إلى 26، 3/ 269، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ – 1994 م)

[13]) (تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير، المائدة: 15، 11/ 327، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة – 1420 هـ)

[14]) (شرح الشفا، الباب الثالث فيما ورد من صحيح الأخبار ومشهورها بتعظيم قدره عند ربه عز وجل، فصل في تشريف الله تعالى له بما سماه به من أسمائه الحسنى، 1/ 509، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1421 هـ – 2001 م)

«وَلا يَبْعُدُ عِنْدِي أَنْ يُرَادَ بِالنُّورِ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَطْفُ عَلَيْهِ كَالْعَطْفِ عَلَى مَا قَالَهُ الْجُبَّائِيُّ، وَلَا شَكَّ فِي صِحَّةِ إِطْلَاقِ كُلٍّ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ»[15](روح المعانی)

ترجمہ: میرے نزدیک "نور" اور "کتابِ مبین" دونوں سے سَیِّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیے جائیں تو کوئی بعید (دُور از قیاس) بات نہیں، اور ہر صفتِ مذکورہ کا اطلاق بلاشک وشبہ سَیِّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح ودرست ہے۔ ہمیں قرآنِ عظیم کو "نور" کہنے سے انکار نہیں، بلکہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خداوندِ قدوس نے قرآنِ مجید کو بھی "نور" فرمایا ہے، لیکن جمہور مَشاہیر (مشہور ومعتبر) محدثین کے نزدیک آیتِ کریمہ میں "نُوْرٌ" سے سَیِّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور "كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" سے قرآنِ عظیم مراد ہے۔ "نُوْرٌ" اور "كِتٰبٌ" کے درمیان واوِ عاطفہ موجود ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد دو الگ الگ وجود ہوں، کیونکہ مَعْطُوف اور مَعْطُوفٌ عَلَیْہ میں مُغایَرت (فرق وامتیاز) مسلّمہ حقیقت ہے۔ مثلاً حامد اور محمود، الگ الگ وجود ہیں، دونوں کا مصداق ایک ذات نہیں۔ اسی طرح یہاں بھی "نور" و "کتاب" دو علیحدہ علیحدہ وجود ہیں جن کا مصداق الگ الگ ہے۔ اس سلسلہ میں چند مستند اور سرمایۂ صد افتخار مفسرین ومحدثین کے ارشاداتِ گرامی ملاحظہ فرمائیے۔

مفسرین ومحدثین کے ارشادات گرامی

تفسیر طبری میں ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ میں نُوْرٌ سے مراد کون ہیں اور كِتٰبٌ سے مراد کون ہیں؟ فرماتے ہیں:

يَعْنِي بِالنُّورِ، مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الَّذِي أَنَارَ اللهُ بِهِ الْحَقَّ، وَأَظْهَرَ بِهِ الْإِسْلَامَ، وَمَحَقَ بِهِ الشِّرْكَ، فَهُوَ نُورٌ لِمَنِ اسْتَنَارَ بِهِ يُبَيِّنُ الْحَقَّ.[16]

یعنی نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں حق کو روشن کیا اور جن کے طُفیل اسلام کو عالَم میں ظاہر فرمایا اور کفر و شرک کو مٹایا، بے شک آپ ﷺ نور ہیں۔

اور تفسیرِ عباسی از حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صفحہ ۷۶ میں ہے:

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ رَسُولٌ يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[17]

یعنی [بے شک آیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور] رسول یعنی محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔

تفسیر روح المعانی، جلد ۴، صفحہ ۸۴ میں ہے:

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ عَظِيمٌ، وَهُوَ نُورُ الْأَنْوَارِ وَالنَّبِيُّ الْمُخْتَارُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ قَتَادَةُ،

---

[15]) (تفسير الألوسي روح المعاني، المائدة: 12إلى 26، 3/ 269، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ - 1994 م)

[16]) (تفسير الطبري جامع البيان، المائدة: 15، 10/ 143، توزيع: دار التربية والتراث – مكة المكرمة –، الطبعة: بدون تاريخ نشر)

[17]) (تنوير المقباس من تفسير ابن عباس، المائدة: 15، ص90، دار الكتب العلمية – لبنان)

وَاخْتَارَهُ الزَّجَّاجُ.[18]

ترجمہ: بے شک آیا تمہارے پاس نور جو عظیم نور ہے اور وہ نور الانوار نبی مختار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔

مفسرینِ قرآن علامہ قتادہ اور زجاج کا یہی مذہب ہے۔

تفسیرِ خازن، جلد ۱، صفحہ ۲۵۴ میں ہے:

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا سَمَّاهُ اللهُ نُورًا لِأَنَّهُ يُهْتَدَى بِهِ كَمَا يُهْتَدَى بِالنُّورِ فِي الظَّلَامِ.[19]

ترجمہ: بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت نے اپنے محبوب رسول ﷺ کا اسمِ گرامی نور رکھا کیونکہ جس طرح نور سے اندھیرے میں راستے کا نشان ملتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کی ذاتِ انور بھی رُشد وہدایت کے لئے چراغِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

تفسیرِ جلالین، صفحہ ۹۷ میں ہے: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ هُوَ النَّبِيّ صَلَّى اللهَّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[20]

ترجمہ: آیا تمہارے پاس نور اور وہ نور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیرِ غرائب القرآن، جلد ۴، صفحہ ۸۲ میں ہے: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ مُحَمَّدٌ أَوِ الْإِسْلَامُ، وَكِتَابٌ مُبِينٌ هُوَ الْقُرْآنُ.[21]

ترجمہ: آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب مبین یعنی قرآن مجید۔

تفسیرِ ابو السعود، جلد ۴، صفحہ ۲۶ میں ہے:

[قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ]وَقِيلَ: الْمُرَادُ بِالْأَوَّلِ هُوَ الرَّسُولُ صلى الله عليه وسلم وَبِالثَّانِي الْقُرْآنُ.[22]

ترجمہ: علمائے کرام فرماتے ہیں کہ نور سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے قرآن مجید ہے۔

تفسیرِ بیضاوی، جلد ۲، صفحہ ۲۵۴ میں ہے:

[قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ]وَقِيلَ يُرِيدُ بِالنُّورِ مُحَمَّدٌصلّى الله عليه وسلّم.[23]

ترجمہ: مفسرین نے فرمایا ہے کہ نور سے مراد حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیرِ مدارک، جلد ۱، صفحہ ۲۵۲ میں ہے:

---

[18] (تفسير الألوسي روح المعاني، المائدة: 12إلى 26، 3/ 269، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ – 1994 م)

[19] (تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل، المائدة: 15إلى 17، 2/ 24، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ)

[20] (تفسير النيسابوري = غرائب القرآن ورغائب الفرقان، المائدة: 13إلى 19، 2/ 570، دار الكتب العلميه – بيروت، الطبعة: الأولى – 1416 هـ)

[21] (تفسير الجلالين، المائدة: 15، ص139، دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى)

[22] (تفسير أبي السعود = إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم، المائدة: 15، 3/18، دار إحياء التراث العربي – بيروت)

[23] (تفسير البيضاوي = أنوار التنزيل وأسرار التأويل، المائدة: 15، 2/120، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الأولى – 1418هـ)

[قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ] أَوِ النُّورُ مُحَمَّدٌ عليه السلام، لِأَنَّهُ يُهتَدَى بِهِ كَمَا سُمِّيَ صِرَاجًا.[24]

ترجمہ: نور، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ ان کے ذریعے راہِ ہدایت ملتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کا نام نامی سراج منیر رکھا ہے۔

تفسیر معالم التنزیل، جلد ۲، صفحہ ۲۳ میں ہے:

[قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ] سے محمد صلی اللہ علیہ سلم یعنی نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔[25]

تفسیر سراج منیر میں ہے: [قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ] هُوَ مُحَمَّدٌ

ترجمہ: اس آیت میں نور سے مراد حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر صاوی، جلد ۲، صفحہ ۳۲۱ میں ہے:

[قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ] وَهُوَ نُورُ النَّبِيِّ، أَي وَسُمِّيَ نُورًا لِأَنَّهُ يُنِيرُ الْبَصَائِرَ وَيَهْدِيهَا لِلرُّشْدِ، وَلِأَنَّهُ أَصْلُ كُلِّ نُورٍ حِسِّيٍّ وَمَعْنَوِيٍّ.[26]

ترجمہ: آیا اللہ کی طرف سے نور اور وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی نور اس لئے رکھا گیا کہ آپ ﷺ دلوں کو روشن اور نورِ بصیرت بخشتے ہیں اور ان کو صراط مستقیم کی نشاندہی کرتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ حسّی اور معنوی نور کی اصل اور بنیاد ہیں۔

ہمہ نوربا پر تو نور اوست[27]

حقیقت، آپ ﷺ کا نور ہے، صرف بشری لباس پہن کر دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں، کیونکہ سب مفسرین کرام نے نور سے مراد حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو لیا اور کتاب سے مراد قرآن کریم کو لیا ہے۔ صرف معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ نور و قرآن دونوں سے مراد قرآن ہے جیسے کہ میں پیچھے معتزلہ کا حوالہ دے آیا ہوں، یہ تو تھے مفسرین کے اقوال اور اب ان کے مولوی کا عقیدہ کیا ہے؟ تو وہ سنئے:

مولوی اشرف علی تھانوی کا عقیدہ:

ان کے مولوی اشرف علی تھانوی رسالہ " النور " ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ میں لکھتے ہیں:

"کہ مِن جُملہ ان آیات کے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ پاک موجود ہے، ایک یہ بھی ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے: قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ اور اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے جو میں نے ذکر کی کہ "نور" سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ اس تفسیر کی توجیہ کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا فرمایا

---

[24] (تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل، المائدة: 15، 436/1، دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة: الأولى، 1419 هـ - 1998 م)

[25] (مختصر تفسير البغوي المسمى بمعالم التنزيل، المائدة، قوله تعالى ومن الذين قالوا إنا نصارى أخذنا ميثاقهم، 225/1، دار السلام للنشر والتوزيع – الرياض،الطبعة: الأولى، 1416هـ)

[26] (حاشية العلامة الصاوي علي تفسير الجلالين، المائدة، قوله تعالى ومن الذين قالوا إنا نصارى أخذنا ميثاقهم، 103/2، دار إحياء التراث العربي، 1999م)

[27] تمام نوروں پر تیرا نور غالب ہے۔

ہے، تو یہ قرینہ (نشانی) ہے اس پر کہ دونوں جگہ "جاءکم" کا فائدہ ایک ہو۔دوسرے، اوپر قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا کے ساتھ جو آپ ﷺ کی شان بیان فرمائی ہے،وہ یہ ہے:يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ یعنی آپ کو مُبَیِّن(صاف بیان کرنے والا)و مُظْہِر(ظاہر کرنے والا) فرمایا ہے۔اب سمجھئے کہ نور کی حقیقت ہے:"ظَاهِرٌ بِنَفْسِهِ، مُظْهِرٌ لِغَيْرِهِ"(خود روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشن کرے) تو حضور اکرم ﷺ کی شانِ مظہر کے بہت مناسب ہے کہ نور سے مراد آپ ﷺ ہوں۔اور اس کے آگے قرآن کی شان میں فرماتے ہیں:كِتَابٌ مُّبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ تو "کتاب" کو آلۂ اِظْہار(اظہار کا ذریعہ) فرمایا،اور آپ کو "مبین" میں "خود مُظْہِر" فرمایا۔پس یہ قرینہ (وضاحت کا سبب) ہے تفسیرِ بالا کا۔"[28]

مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ: اور امداد السلوک ،صفحہ ۸۵،۸۶ میں مولوی رشید احمد گنگوہی بارگاہِ رسالت ﷺ میں اپنی عقیدت کا نذرانہ زوردار الفاظ میں عرض کرتے ہیں:

"درشان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالٰی نور و کتاب مبین و مراد از نور ذات پاک حبیب خدا صلی الہ علیہ و سلم ہست و نیز او تعالی فرمایا کہ اے نبی صلی الہ علیہ وسلم ترا شاھد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ تعالی و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نوردہندہ را گویند پس اگر کسی را روشن کردن از انسانان محال بودے آں ذاتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم را بہم ایں امر میسر شایدے کہ آن ذاتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بہم از جملہ اولادِ آدم علیہ السلام اند مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ خود را چناں مطہر فرمودند کہ نورِ خالص گشتند و حق تعالی آنجناب سلامہ علیہ را نور فرمودد بتو اتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلی اللہ علیہ سایہ نداشتند و ظاہر است بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند"[29]

یعنی حقّ تعالٰی نے حبیبِ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد فرمایا کہ "تمہارے پاس اللہ تعالٰی کی طرف سے نور آیا اور کتابِ مبین آئی" اور نور سے مراد حضور نورِ مجسّم ﷺ کی ذاتِ مقدّس مراد ہے۔نیز اللہ تعالٰی فرماتا ہے":اے نبیِّ اکرم ﷺ! آپ کو شاہد(گواہ)، مبشّر(خوش خبری دینے والا)، نذیر(ڈرانے والا)، داعی اِلی اللہ(اللہ کی طرف بلانے والا) اور سراجًا منیرًا(روشن چراغ) بنا کر بھیجا ہے۔اور "منیر" روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال(ناممکن) ہوتا، تو محمد ﷺ کی ذاتِ مقدّس کے لیے یہ امر میسّر نہ ہوتا۔کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی بھی جملۂ اولادِ آدم علیہ السّلام سے ہے، مگر حضور ﷺ نے اپنی ذاتِ پاک کو بنالیا، یہاں تک کہ نورِ خالص ہو گئے۔اور حقّ تعالٰی نے نبیِّ اکرم ﷺ کو نور فرمایا اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے۔اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے تھے۔

یہ تھا دیوبندیوں کے محبوب مولوی کا قول۔ معلوم ہوا ان کے مولویوں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ نور ہیں۔ لیکن بڑا افسوس ہے ان دیوبندیوں وہابیوں پر کہ اپنے مولویوں کی بات نہیں سنتے اور مانتے، اور بکتے ہیں حضور ہماری مثل ہیں۔باقی رہا صحابہ کرام کا عقیدہ تو یہ بھی سنو کہ ان کا کیا عقیدہ ہے۔

---

[28] (النور از اشرف علی تھانوی، ص 31، مالک کتبخانہ، دہلی)

[29] (امداد السلوک از رشید احمد گنگوہی، ص 85 تا 86، خانی پریس، ساڈھورہ)

کھجور کی شاخ نورانی ہوگئی: ابو نعیم، مواہب لدنیہ، مسند امام احمد، نسیم الریاض، جلد ۳، صفحہ ۱۴۱ میں ہے:

و أعطى صلى الله عليه وسلم قتادة بن النعمان وقد صلى معه العشاء في ليلة مظلمة مطهرة عرجونا وقال انطلق به فانه سيطئى لک من بين يده يک عشراً و من خلفك عشرا فاذا دخلت بيطق بيتک فان فارج سواد نافرحتى يخرج فطرى ووجد السواد فربه حتى خرج

وأعطى - صلى الله عليه وسلم - قتادة بن النعمان وقد صلى معه العشاء فى ليلة مظلمة مطيرة عرجونا وقال: «انطلق به فإنه سيضىء لك من بين يديك عشرا، ومن خلفك عشرا، فإذا دخلت بيتك فسترى سوادا فاضربه حتى يخرج فإنه شيطان[30]

ترجمہ: حضرتِ قتادہ بن نُعمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے عِشاء کی نماز مسجدِ نَبَوِی میں ادا کی۔ بارش کی وجہ سے رات سخت اندھیری تھی۔ واپسی پر حضورِ اَنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرتِ قتادہ کو ایک شاخِ کھجور کی عنایت فرمائی اور فرمایا: یہ لاٹھی دس دس گز تیرے آگے پیچھے کو روشن کر دے گی اور جب تم گھر جاؤ گے تو مکان کے ایک گوشہ میں تم کو ایک سانپ نظر آئے گا۔ اِس لاٹھی سے اُسے مار کر گھر سے باہر نکال دینا، کہ وہ خَبِیث شیطان ہے۔ حضرتِ قتادہ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جس طرح فرمایا تھا، اسی طرح ہوا: لاٹھی نے میرا اردگرد روشن کر دیا، اور جب میں اپنے غریب خانہ پر پہنچا تو اُس کی روشنی میں مجھے وہ شیطان نظر آیا، جس کی، عالِم ماکان ومایکُون (جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے) کے عالِم، نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خبر دی تھی۔ میں نے اس کو مار مار کر مکان سے باہر نکال دیا۔

خشک لاٹھی کا چمکنا: بُخاری، بیهقی، وصحَّحَهُ الحاكم عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِي لَيْلَةٍ شَدِيدَةِ الظُّلْمَةِ، ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْقَلِبَانِ، وَبِيَدِ كُلِّ مِنْهُمَا عُصَيَّةٌ، فَأَضَاءَتْ عِصَا أَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتَّى مَشَيَا فِي ضَوْئِهَا، حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاءَتْ لِلْآخَرِ عِصَاهُ، فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْءِ عِصَاهُ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ."[31]

ترجمہ: حضرت عباد بن بشر اور ولید بن حُضَیر رضی اللہ عنہما اپنے کسی کام کے سلسلے میں بارگاہِ رسالت صلّی اللہ علیہ وسلّم میں حاضر ہوئے۔ رات تک سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہے۔ جب واپس لوٹے تو رات کی تاریکی خوب پھیل چکی تھی، راستہ چلنا مشکل ہو گیا۔ ناگہاں اُن میں

---

30) (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الرابع وفيه فصلان:، الفصل الثانى فيما خصه الله تعالى به من المعجزات وشرفه به على سائر الأنبياء من الكرامات والآيات البينات، 306/2، المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر) (نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض، 156/3، مطبعه عثمانيه، 1894م)

31) (مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل،باب الكرامات، الفصل الأول، 3/ 1674، الحديث 5944-(1)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)
(صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب منقبة أسيد بن حضير وعباد بن بشر رضي الله عنهما، 3/ 1385، الحديث3594، دار ابن كثير،1414هـ/ 1993م)
(المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، حكاية إضاءة عصا أسيد بن حضير في ليلة ظلماء، 4/ 335، الحديث5312، دار المعرفة،1418هـ/ 1998م)
(المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، حكاية إضاءة عصا أسيد بن حضير في ليلة ظلماء، 4/ 335، الحديث5312، دار المعرفة،1418هـ/ 1998م)

سے ایک کی خشک لاٹھی روشن ہو گئی، ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ دونوں اطمینان و سکون سے اُس روشنی میں راستہ طے کرتے رہے۔ جب دونوں کے راستے جدا ہوئے تو دوسرے صاحب کی لاٹھی بھی پہلے کی طرح جگمگانے لگی۔ اس طرح وہ دونوں حضرات آرام و سکون سے اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے۔

ایک صحابی کی انگلیوں کا روشن ہونا:

تاریخِ بُخاری، ابو نُعیم، بیہقی، البدایہ والنہایہ میں ہے: "عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ الأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلي الله عليه وسلم فِي سَفَرٍ، فَتَفَرَّقْنَا فِي لَيْلَةٍ ظَلْمَاءَ دُجْمُسَةٍ، فَأَضَاءَتْ أَصَابِعِي، حَتَّى جَمَعُوا عَلَيْهَا ظَهْرَهُمْ، وَمَا هَلَكَ مِنْهُمْ، وَإِنَّ أَصَابِعِي لَتُنِيرُ."[32]

ترجمہ: حضرت محمد بن حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار سخت آندھی اور اندھیرے کی رات میں، سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معیت میں سفر کر رہے تھے۔ اندھیرے کی وجہ سے ساتھی ادھر اُدھر منتشر (بکھر) ہو گئے۔ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظرِ عنایت سے میری انگلیاں روشن ہو گئیں۔ روشن انگلیوں کو دیکھ کر تمام ساتھی دوبارہ واپس آ گئے۔ کسی کی جان ضائع نہ ہونے سے ایک ایک کر کے مرکز پر جمع ہو گئے۔ میری انگلیوں سے مسلسل روشنی کے شعلے نکل رہے تھے۔

ایک صحابی کی آنکھوں کے درمیان نور کا چمکنا:

کتابُ الاستیعاب، نسیمُ الریاض، جلد سوم، صفحہ ۱۳۱، الاصابہ، جلد دوم، صفحہ ۲۱۰ میں ہے:

فَخرِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ طُفَیل رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو مُبَلِّغ (دعوت دینے والا) بنا کر قبیلۂ اَوس کی طرف بھیجا، تو اُنہوں نے عرض کیا: "یَارَسُولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی نشانی عطا فرمائی جائے، تاکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نشانی میری قوم کی ہدایت کا باعث بن سکے۔" **فقال:** "اللَّهُمَّ نَوِّرْ لَهُ" یعنی اے اللہ! اسے نور عطا فرما، "فَسَطَعَ نُورٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ" یعنی تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور چمک اُٹھا۔ حضرتِ طُفَیل نے عرض کیا: "یَارَسُولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا نہ ہو کہ میرے قبیلہ والے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نشانی کو بَرَص (چمڑی کی بیماری) پر محمول کر دیں، لہٰذا اس نور کو میرے کوڑے میں منتقل فرما دیں۔ "فَكَانَ يُفِيضُ فِي اللَّيْلة المُظْلِمة، فَسُمِّيَ بِذِي النُّورِ"[33]، یعنی پس وہ نور ان کے کوڑے (عصا/لاٹھی) میں منتقل کر دیا گیا، اور ان کا وہ کوڑا اندھیری راتوں میں چمکتا تھا۔ اسی لیے حضرتِ طُفَیل کو ذُوالنُّور (نور والا) کہا جاتا ہے۔

---

[32] (التاريخ الكبير للبخاري، حرف الحاء باب حمزة، 393/3، الناشر المتميز للطباعة والنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، 1440 هـ - 2019 م)

(دلائل النبوة لأبي نعيم، الفصل السابع والعشرون في ذكر ما ظهر لأصحابه في حياته، ذكر إضاءة العصا وغيرها، ، 564/2، الحديث507 دار النفائس، 1406 هـ - 1986م)

(معرفة الصحابة لأبي نعيم، من اسمه الحسن، حمزة بن عمرو الأسلمي وهو ابن عويمر بن الحارث بن الأعرج بن سعد الخ، 684/2، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: الأولى 1419 هـ - 1998م)

(دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب وفود العرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في إضاءة عصى الرجلين من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، 79/6، دار الكتب العلمية، الرياض، الطبعة: الأولى 1408 هـ - 1988م)

(البداية والنهاية، باب ما يتعلق بالحيوانات من دلائل النبوة، حديث الحمرة وهي طائر مشهور، 46/9، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة: الأولى، (1417 - 1420 هـ))

[33] (الاستيعاب في معرفة الأصحاب، باب طفيل، [٨٨٩] الطفيل بن عمرو بن طريف بن العاصي، 221/3، مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية – مصر، الطبعة: الأولى، 14440 هـ - 2019 م)

(الإصابة في تمييز الصحابة، باب الطاء بعدها الفاء، 4274- طفيل بن مالك، 424/3، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى - 1415هـ)

پس جس وجودِ قدسی ﷺ (پاکیزہ ہستی) نے خاک کی دیواروں، انسانی چہروں اور خشک لکڑیوں تک کو روشن و تاباں بنا دیا، اُس نورانی ذاتِ گرامی ﷺ کے خود نور ہونے میں کیا شک وشبہ ہو سکتا ہے؟

اک حسن کا دریا ہے اک نور کا طوفاں ہے　　اس پیکرِ خاکی میں یہ کون حراماں (جلوہ گر) ہے

چاند، سورج، ستارے، فرشتے اور اَنبیاء و اَولیاءِ کرام میں جو ظاہری و باطنی نُورانیّت و رُوحانیّت نظر آتی ہے، وہ سب اُسی مَنبَعِ نُور (روشنی کا سرچشمہ)، سَرچشمۂ فیض وبَرَکت (رحمت وفضل کا منبع) سے مُستَفاد (حاصل شُدہ) ہے، اور ہدایت ونُورِ بصیرت کی تمام جلوہ سامانیاں اُسی ذاتِ قُدسی صِفات (پاکیزہ صفات والی ذات) کا فیضانِ کرم (عطا کردہ مہربانی) ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے　　میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

نورانیّت مصطفی احادیث مبارکہ کی روشنی میں

یہ قول تھے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کے، اب سنیے احادیثِ نَبَوِیَّہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، چُنانچہ اِمام عبدُالرَّزّاق، کتاب مصنّف عبدُالرَّزّاق میں اپنی سند کے ساتھ سیّدُنا جابر بن عبد اللہ انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتِ جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے بارگاہِ رِسالَت مآب میں عرض کیا:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللهُ تَعَالَى قَبْلَ الأَشْيَاءِ. قَالَ: يَا جَابِرُ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ.[34]

ترجمہ: فرمایا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! مجھے فخر ہے کہ وہ (نورِ محمدی ﷺ) پہلی چیز کون سی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ سیدِ دوعالم علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: "اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی (علیہ السَّلام) کا نور پیدا فرمایا۔"

پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی محبت کے ماتحت جہاں چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج تھا، نہ چاند، نہ جن تھے، نہ انسان۔

امام عبدُالرَّزاق رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیث کے مُخرّج (بیان کرنے والے) ہیں۔ آپ سیدُنا امام مالک کے شاگرد رشید، امام احمد بن حنبل کے استاد، اور امام بخاری و مسلم جیسے محدثین کے استاذالاساتذہ ہیں۔ ہر زمانے میں ان کی ذاتِ گرامی نقد و نظر سے بالاتر رہی۔ اکابر آئمہ دین اور یگانہ روزگار محدثین، ان کے تبحُّرِ علمی (علمی وسعت) کے قائل رہے۔ چنانچہ محدثین کے پیشوا اور سرتاج، امام احمد بن حنبل، ان کی جلالتِ شان کے متعلق فرماتے ہیں:

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ المِصْرِيُّ: قُلْتُ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: رَأَيْتَ أَحَدًا أَحْسَنَ حَدِيثًا مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ؟ قَالَ: لَا.[35]

(تہذیب التھذیب، جلد ۶، ۳۱)

ترجمہ: احمد بن صالح المصری کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا: "کیا آپ نے حدیث کے باب میں، امام عبد الرزاق سے بہتر کسی کو دیکھا؟" امام احمد بن حنبل نے ارشاد فرمایا: "میں نے ان سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔"

---

[34] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، 1/ 48، المقصد الأول: تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم، المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر)

[35] (كتاب تهذيب التهذيب، 3/ 423، حرف العين المهملة، 4756 - ع: عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري مولاهم أبو بكر الصنعاني، المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر)

اس حدیثِ پاک کو امام عبد الرزاق نے اپنی سند سے مرفوعاً (براہِ راست نبی ﷺ کی طرف نسبت سے) بیان فرمایا ہے۔ ان سے اجلّہ ائمۂ دین اور جلیلُ الشّان محدثین نے اپنی اپنی مستند کتابوں میں اس حدیث کو نمایاں مقام پر لکھا، اس پر اعتماد کیا، اور اس سے کئی ایک مسائل کا استنباط (شرعی مسائل اخذ کرنا) کیا۔ چنانچہ اس حدیث کو: امام بیہقی نے دلائلُ النبوۃ میں امام احمد قسطلانی (شارح بخاری) نے مواہبُ لدُنّیہ میں امام ابنِ حجر مکّی نے افضلُ القریٰ میں علامہ دیار بکری نے تاریخِ خمیس میں حافظ حلبی نے سیرتِ حلبیہ میں شیخ محقّق مُحدّث دہلوی نے مدارجُ النبوۃ میں علامہ یوسف نبھانی نے انوارِ محمّدیہ میں اس حدیث کو بغیر کسی جرح (تنقید) کے نقل فرمایا ہے۔

مدّعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

لُطف کی بات یہ ہے کہ جماعتِ دیوبند کے حکیمُ الاُمّت، اپنی کتاب نشرُ الطِیب میں، جس کے تعارف میں آپ نے فرمایا ہے کہ "اس کتاب میں صحیح روایات کو جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے"، اس کا آغاز بھی اُسی حدیثِ جہاں نواز سے کرتے ہیں۔

پہلی فصل: نورِ محمدیّت ﷺ کے بیان میں: اس عنوان کے نیچے امام عبدُ الرزّاق کی صحیح حدیث نقل کر کے تبصرہ کرتے ہیں۔ "اس حدیث سے نورِ محمدی ﷺ کے اوّلُ الخلق ہونا باولیت حقیقہ ثابت ہوا ہے۔"[36]

نیز ائمہُ الہُدیٰ (ہدایت کے پیشوا علماء) اور اَجلّہ محدّثین کے تلقّی بالقبول (امت کا بلا اختلاف قبول کرنا) سے بھی بلاشبہ اس حدیثِ پاک کا حَسن صالح (قابلِ قبول ہونا) ثابت ہوتا ہے، کیونکہ تلقّی اُمّت بالقبول کا ایک منصبِ جلیل (عظیم مرتبہ) حاصل ہوتا ہے۔

جسے علماءِ امت بغیر کسی جَرح و تعدیل کے قبول فرمالیں، اُسے مزید کسی سند کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ تلقّی عُلماء بالقبول خود صحّتِ حدیث کے لیے ایک مضبوط اور قوی دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

فَإِنَّ الحَدِيثَ يَنْقَوِي تَلَقِّي الأَئِمَّةِ بِالْقَبُولِ، كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ الإِمَامُ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ، وَصَرَّحَ بِهِ عُلَمَاؤُنَا فِي الأُصُولِ مِنْ نُورِهِ[37]

حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کے اس لفظ سے معلوم ہوا کہ آقائے نامدار ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کے نورِ ذاتی سے پیدا ہوا، کیونکہ حدیث میں "نُورُہ" فرمایا ہے، جس کی خبر (نسبت) اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف رافع (بلند کرنے والی) ہے۔ "مِن نُورِ جَمَالِه، یا نُورِ عِلْمِه، یا نُورِ رَحمَتِه" فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نُورِ صِفات (اللہ کی صفات کے نور) سے پیدا ہوئے۔

لیکن نورِ ذاتی سے پیدا ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ معاذَ اللہ! ذاتِ الٰہی، ذاتِ رسالت کے لیے مادّہ (مواد) ہے، یا ذاتِ الٰہی کا کوئی جُزء ذاتِ رسالت میں مُنتقل ہوا ہے، یا ذاتِ الٰہی نے رسالت میں حُلول (داخل) فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم (ازل سے ہے) ہے، تقسیم، تجزیہ (توڑنے)، اتّحاد (ملنے) یا حُلول فرمانے سے پاک و منزّہ ہے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نورِ حقیقی کی تجلّی (ظہور) اور تعیُّنِ اوّل (پہلا تعیّن) کا نامِ اقدس نورِ محمدی رکھا گیا۔

---

36) (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ از اشرف علی تھانوی، فصل اول، نورِ محمدی کا بیان، ص 11، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور، نومبر 2003ء)

37) بے شک حدیث، جب ائمہ حدیث اس کو قبول کرلیں تو قوی ہو جاتی ہے، جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی جامع (سنن ترمذی) میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ہمارے علمائے کرام نے اُصول میں مِن نُورِہٖ کی وضاحت کی ہے۔

حضور علیہ السّلام کی ذاتِ گرامی آئینۂ حق نما ہے، جس میں صفاتِ الٰہیہ اور تجلّیاتِ رَبّانیہ جلوہ گر ہیں۔ ہاں! حُلول و اتّحاد کا تخیُّل نہ پیدا کر لیا جائے، کیونکہ آئینہ میں اصل خُود حُلول نہیں کرتا، اس کا عکس و عکسِ جمال جلوہ گر ہوتا ہے بس۔ اصل اپنی ہی جگہ ہے اور عمل اپنی جگہ، وہاں وجود اصلی ہے یہاں ظل، وہاں حقیقت ہے یہاں مجاز۔ اور صرف آپ نور حقیقی سے بلا واسطہ غیر نورانیت اور کمالات سے مستفیض ہوئے اور باقی سارا جہاں حضور انور مہینے کی تجلیات کا عکس اور مظہر ہے۔ نورِ محمدی ﷺ ہی سے طُفیل آراستہ ہوا۔ زمین اور آسمان آسمان کی محفل میں یہ تمام رونقیں اور رعنائیاں حضور علیہ السلام کے واسطے حضور علیہ السلام کے خلیل منشۂ شہود پر جلوہ نُما ہوئیں۔ "لَو لَاكَ لَمَا أَظهَرتُ ٱلرُّبُوبِيَّة-"[38] یعنی اے محبوب! اگر تیری جلوہ آرائی مقصود نہ ہوتی میں اپنی خدائی کا مظاہرہ نہ کرتا۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو　　یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

فائدہ: بلاشبہ اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ صرف سرکار دو عالم کے عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہیں اور تمام کائنات ارض مساوی حضور انور ﷺ کا پرتو اور عکس ہے۔ امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحبِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی اس کے پرتو وجود سے موجود، یوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ذات مصطفے ﷺ ہے۔ باقی سب پرتو اس عکس کا، فیض وجود مرتبہ کون میں نور احدی عزوجل آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نورِ احمدی ﷺ نے آفتاب ہے اور سارے جہاں اسی کے آبگینے۔

امام احمد قسطلانی "مواہب لدنیہ" میں فرماتے ہیں: لَمَّا تَعَلَّقَت إِرَادَةُ ٱلحَقِّ تَعَالَى بِإِيجَادِ خَلقِهِ، وَتَقدِيرِ رِزقِهِ، أَبرَزَ ٱلحَقِيقَةَ ٱلمُحَمَّدِيَّةَ مِنَ ٱلأَنوَارِ ٱلصَّمَدِيَّةِ فِي ٱلحَضرَةِ ٱلأَحَدِيَّةِ، ثُمَّ سَلَخَ مِنهَا ٱلعَوَالِمَ كُلَّهَا، عُلُوَّهَا وَسُفلَهَا-[39]

یعنی جب خُداوندِ قدّوس نے مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا، تو حقیقتِ محمدیہ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کو انوارِ صمدیّہ (اللہ تعالیٰ کے نُور سے پیدا ہونے والے نُور) سے دربارِ احدیّت (اللہ کی خاص حضوری) میں ظاہر فرمایا۔ پھر اسی نورِ محمدی سے تمام علوی (آسمانی) و سفلی (زمینی) مخلوقات کو نکالا گیا۔

علامہ زَرقانی، جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، اور جن کی جلالتِ شان (عظمت و بزرگی) کا اہلِ علم نے اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی سیرت النبی میں لکھتے ہیں: ""زَرقانی عَلَى المَوَاهب"، یہ کتاب مَوَاهب اللَّدُنِّيه کی شرح ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ سہیلی کے بعد کوئی کتاب ایسی جامعیت اور تحقیق سے نہیں لکھی گئی۔ اس بلند پایہ (عظیم مرتبے والے) محقق اور محدّث کی نکتہ آفرینیاں (باریک فکری نکات)، اس حدیث کے متعلق ملاحظہ فرمایئے۔"

علامہ زرقانی کی تحقیق:

أَي: مِن نُورٍ هُوَ ذَاتُهُ، لَا بِمَعنَى إِنَّهَا مَادَّةٌ خُلِقَ نُورُهُ مِنهَا، بَل بِمَعنَى تَعَلُّقِ ٱلإِرَادَةِ بِهِ بِلَا وَاسِطَةِ شَيءٍ فِي وُجُودِهِ-[40]

یعنی اللہ عزوجل نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذاتِ الٰہی ہے یعنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا۔

---

[38] (مكتوبات الامام الرباني، 1/ 59، دار الكتب العلمية، 1900م)

[39] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، 1/ 39، المقصد الأول: تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم، المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر)

[40] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، 1/ 90، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، مدخل، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م)

یہی علامہ موصوف من نورہ کی اضافت کے متعلق ایک لطیف نکتہ بیان فرماتے ہیں:

"مِنْ نُورِهِ" إِضَافَةُ تَشْرِيفٍ وَإِشْعَارٌ بِأَنَّهُ خَلْقٌ عَجِيبٌ، وَأَنَّ لَهُ شَأْنًا لَهُ مُنَاسَبَةٌ مَا إِلَى الْحَضْرَةِ الرُّبُوبِيَّةِ عَلَى حَدِّ قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ} [السجدة: ٩][41]

علامہ محقق کی اس تصریح سے ان تمام اعتراض کا قلع قمع ہو گیا جو من نورہ کے جملہ پر مخالفینِ شانِ نورانیّت کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ من نورہ میں اضافت بیانیہ نہیں ہے اور یہ تشریف تفخیم اور تعظیم و تکریم کے لئے ہے جیسے بیت اللہ ،ناقۃ اللہ اور روح اللہ میں اضافت عزت و شرافت کے لئے ہے۔ قرآن عظیم کے اس لفظ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي (الحجر:29) میں کیا کوئی شخص اس کا قائل ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی کی روح آدم علیہ السلام کی روح کے لئے مادہ یا اس کی جزو بنی نہیں اور ہر گز نہیں، بلکہ سب یہی سمجھتے ہیں کہ ناقہ، بیت اور روح کی اضافت صرف مضاف اور منسوب کی عزت و شرافت کے لئے ہے۔ علامہ محقق زرقانی کے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ (من نورہ) کا مفہوم یہ کہ اللہ تعالی نے بغیر کی وساطت کے تخلیق عالم سے اول نور مقدس ہی کو پیدا فرمایا اور اس بلا توسط غیر کو من نورہ سے تعبیر فرما گیا۔

مذکورۃ الصدر (شروع میں ذکر کردہ) حدیثِ جابر کے متعلق محقق عارف باللہ امام عبد الغنی نابلی قدس سرہ فرماتے ہیں:

خُلِقَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ نُورِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ الشَّرِيفِ۔[42]

ترجمہ: بے شک ہر چیز سید عالم ﷺ کے نور سے بنائی گئی ہے۔ جیسا کہ حدیثِ صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

علامہ فاسی مطالع المسرات میں لکھتے ہیں:

قَالَ الأَشْعَرِيُّ: إِنَّهُ تَعَالَى نُورٌ لَيْسَ كَالأَنْوَارِ، وَالرُّوحُ النَّبَوِيَّةُ الْقُدْسِيَّةُ لُمْعَةٌ مِنْ نُورِهِ، وَالْمَلَائِكَةُ شَرَرُ تِلْكَ الأَنْوَارِ. وَقَالَ: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورِي، وَمِنْ نُورِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَغَيْرُهُ مِمَّا فِي مَعْنَاهُ.[43]

یعنی عقائد میں اہلِ سنت کے امام سیّدُنا اَبُو الحَسَن الاَشْعَرِی رحمہُ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے جو کسی (کے نور) کے مانند نہیں، اور حضور پُر نور ﷺ کی رُوحِ مقدّس، اسی نور کی چمک ہے، اور فرشتے انہی نوروں کے جھڑے ہوئے پھول ہیں۔ اور رسولِ معظم ﷺ فرماتے ہیں": سب سے پہلے ربُّ العزّت نے میرا نور پیدا کیا، اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی، اور میرے علاوہ جو کچھ ہے وہ میری حقیقت کے معنوں ہی میں ہے۔"

مختلف احادیث کی باہم تطبیق:

---

41) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، 1/ 90، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، مدخل، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م)

42) (شرح المعارف الغيبية في شرح العينية للشيخ عبد الكريم الجيلي، ص154، دار الكتب العلمية، بيروت، 2013م)

43) (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في كيفية الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم،ص273، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

سوال: بعض حدیثوں میں مذکور ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا ہے":أَوَّلُ ما خَلَقَ الله العَقلَ "بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ ترمذی شریف میں مذکور ہے":إِنَّ أَوَّلَ ما خَلَقَ الله القَلَمَ"یعنی"بے شک اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔"مذکورۃ الصّدر(پہلے بیان کی گئی) حدیث سے آقائے نامدار ﷺ کا اَوّلُ الخَلق ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تو ان حدیثوں میں باہمی تطبیق(موافقت) کیسے ہو گی؟

جواب: اکابرینِ ملّت کی زبان سے سنیے":أَوَّلُ ما خَلَقَ الله القَلَمَ "یعنی"اللہ تعالیٰ نے پہلے اسے(قلم کو) پیدا فرمایا، پھر قلم کو حکم دیا:

"اكْتُبْ فَقَالَ مَا أَكْتُبُ قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ"[44]

یعنی"لکھ، قلم نے عرض کیا: اے ربّ العالمین! کیا لکھوں؟ ارشاد ہوا: تقدیر لکھ۔ تو قلم نے جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ تا قیامت ہونے والا تھا، سب لکھ دیا۔" اس سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اَوّلُ الخَلق ہونا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ اگر قلم کی تخلیق سے پہلے کوئی دیگر مخلوق موجود نہ تھی، تو قلم نے 'ما كانَ'(جو ہو چکا تھا) کیا لکھا؟ اور 'ما كان' سے مراد شانِ الٰہی نہیں لی جاسکتی، ورنہ خدا کا حادث اور محدود ہونا لازم آئے گا، جو کہ قطعاً محال(بالکل ناممکن) ہے۔ پس لا محالہ (ضرور) تسلیم کرنا ہو گا کہ 'ماکان' سے مراد نورِ محمدی ﷺ ہی ہے، جس کا ذکرِ خیر اور نعت سب سے پہلے قلم نے لکھی۔ اور "مَا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ "والی حدیث کو محدثین و محققین کے نزدیک درجۂ حَسَن یا مقبول حاصل نہیں۔

چنانچہ شیخ محقّق محدث دہلوی "مدارجُ النبوۃ"، جلد:۲، صفحہ:۲ میں فرماتے ہیں:

"بدان كه اوّلِ مخلوقات و واسطهٔ ظهورِ كائنات و واسطهٔ خلقِ عالم و آدم، نورِ محمد ست صلى الله عليه و سلم چنانكه درحديثِ صحيح وارِد شد ه كه: أَوَّلُ ما خَلَقَ اللهُ نُوري الخ، اول و ماخلق اللهُ العَقل، نزدِ محدّثين و محقّقين بصحّت نرسيد است۔"[45]

یعنی جان لو کہ اوّل مخلوق، کائنات کے ظہور کا واسطہ، عالم و آدم کی پیدائش کا ذریعہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے:'سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔'اور جس حدیث میں عقل کے سب سے پہلے پیدا ہونے کا ذکر ہے، وہ حدیث محدثین و محققین کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہنچتی۔"

البتہ شیخ المشائخ حضرت شیخ علی الخوّاص نے ان دونوں حدیثوں کا مصداق حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کو قرار دیا ہے۔

"وَمَعْنَاهُمَا وَاحِدٌ، لِأَنَّ حَقِيقَتَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَبَّرُ عَنْهَا بِالْعَقْلِ الأَوَّلِ.[46](السيرة الحلبية، ج ١، ص ٤٨)

یعنی ان دونوں حدیثوں کے معنی ایک ہی ہیں، کیونکہ حقیقتِ محمدیہ ﷺ کو عقلِ اوّل سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: اخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ فِي أَوَّلِ الْمَخْلُوقَاتِ، وَحَاصِلُهَا كَمَا بَيَّنْتُهَا فِي شَرْحِ شَمَائِلِ التِّرْمِذِيِّ أَنَّ أَوَّلَهَا النُّورُ الَّذِي خُلِقَ

---

[44] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في كيفية الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم،ص273، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

[45] (مدارج النبوۃ از عبد الحق محدث دہلوی، باب اول در ذکر نسب شریف الخ، 2/2، مطبع منشی نول کشور، طبع بہار)

[46] (السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب: بنيان قريش الكعبة شرفها الله تعالى، 1/ 214، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الثانية – 1427هـ)

مِنْهُ – عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ –، ثُمَّ الْمَاءُ، ثُمَّ الْعَرْشُ[47](مرقاة، جلد: ۱، صفحہ: ۱۲)

ترجمہ: علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ پہلی مخلوق کے متعلق روایات میں اختلاف ہے، اور ان سب کا خلاصہ و نچوڑ جیسا کہ میں نے شرح شمائلِ ترمذی میں مفصل بیان کیا ہے، یہ ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کا نورِ مقدس پیدا ہوا، پھر پانی، پھر عرش۔

علامہ زُرْقانی فرماتے ہیں کہ نورِ محمدی ﷺ کے بعد اول الخلق ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ

"بأن أَوَّلِيَّةَ خَلْقِهِ القَلَمِ بِالنِّسْبَةِ إِلى ما عَدَا النُّورَ الْمُحَمَّدِيَّ وَالمَاءَ وَالعَرْشَ"[48]

یعنی قلم کی اولیت ان چیزوں کے مقابلے میں ہے جو نورِ محمدی ﷺ، پانی اور عرش کے بعد پیدا ہوئیں۔

علامہ موصوف ایک جامع تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات کو پیدا فرمانا چاہا، تو سب سے پہلے نورِ محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا، پھر پانی، پھر عرش، اور پھر قلم کی تخلیق فرمائی۔ محققین و محدثین کے درج بالا روشن بیانات سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مخلوقات میں اول الخلق ہونے کا منصبِ رفیع صرف نورِ محمدی ﷺ کو حاصل ہے۔ وَمَالِكَ ذٰلِكَ إِلَّا الله الْعَزِيزُ

نورانیّتِ مصطفی ﷺ کے متعلق دیگر احادیث

حدیثِ جابر کے علاوہ اور احادیث بھی اس مضمون میں وارد ہیں:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ ـ لِخَلْقِ نُورِهِ قَبْلَهُمْ ـ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ بِاعْتِبَارِ الزَّمَانِ.[49]

(الزُّرْقَانِي، جلد ۳، صَفْحَہ ۱۶۴، رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ وغَيْرُهُ)

ترجمہ: میں پیدائش میں سب انبیاء علیہم السلام سے پہلے ہوں (کیونکہ آپ ﷺ کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا) اور زمانے کے اعتبار سے سب نبیوں کے آخر میں مبعوث ہوا ہوں۔

إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ تَعَالٰى نُورُ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ[50] (الاَبریز الشّریف، صَفْحَہ ۲۴۴)

ترجمہ: بے شک جو شے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمائی، وہ ہمارے آقا و مولا محمدِ پاک ﷺ کا نور تھا۔

وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ عِنْدَ الْإِيجَادِ لِأَمْرِ «كُنْ»، كَمَا قَالَ: «أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورِي».[51](تفسیر النیسابوری، جلد ۸، صَفْحَہ ۵۵)

---

47) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني، 1/ 148، الحديث 79، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

48) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، 1/ 94، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، مدخل، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1996 م)

49) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، كتاب المغازي، المقصد الثالث: فيما فضله الله تعالى به، الفصل الأول: في ذكر أسمائه الشريفة المنبئة على كمال صفاته المنيفة، 4/ 256، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1996 م)

50) (كتاب الأبريز لالسجلماسي، أحمد بن مبارك، الباب السابع في تفسره رضي الله عنه لبعض ما اشكل من كلام الخ، 2/ 143، 1861م)

51) (تفسير النيسابوري = غرائب القرآن ورغائب الفرقان، سورة الأنعام: 141إلي 165، 3/ 196، دار الكتب العلميه – بيروت، الطبعة: الأولى – 1416 هـ)

ترجمہ :امر "كُنْ" کے ایجاد کے وقت خدا کو تسلیم کرنے والوں میں سب سے اوّل میں ہوں، جیسا کہ خود رسالتمآب ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

وَرُوِيَ: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورِي **ترجمہ** :روایت کیا گیا ہے کہ خداوندِ قدوس نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا تھا۔

وَالْأَوَّلُ الْحَقِيقِيُّ هُوَ النُّورُ الْمُحَمَّدِيُّ عَلَى مَا بَيَّنْتُهُ فِي الْمَوْرِدِ لِلْمَوْلِدِ.[52]

ترجمہ :اوّل اور حقیقی نور محمدِ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، جیسا کہ میں نے اپنی کتاب "المورد للمولد" میں بیان کیا ہے۔

دَرْحَدِيثِ صَحِيح وَارِد شُدَه: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورِي[53] (مَدارِجُ النُّبُوَّة، جلد۲، صَفْحَہ ۲)

ترجمہ : صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سب سے پہلے خداوندِ عالم نے نبی پاک ﷺ کا نور پیدا فرمایا۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

وَأَنَّهُ كَانَ كَوْكَبًا دُرِّيًّا، وَأَنَّ الْعَالَمَ كُلَّهُ خُلِقَ مِنْهُ.[54] (زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۳۷)

ترجمہ:بیشک سرکار دوعالم ﷺ تابندہ و درخشندہ ستارہ تھے اور تمام کائنات آپ کے نور سے پیدا کی گئی۔

ان روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سید دوعالم علیہ الصلوۃ والسلام کا نور پاک اول مخلوق ہے اور خداوند قدوس کے نور سے ہے اور تمام کائنات آپ کے نور کا پرتو اور عکس ہے۔

دعائے مصطفیٰ ﷺ:

سَحَر کا کیف و سُرور میں ڈوبا ہوا نُورانی وقت ہے، آقائے نامدار نبیِّ مُختار ﷺ محرابِ عبادت میں راز و نیاز کی محفل سجائے بیٹھے ہیں، اور اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ کی بارگاہِ اقدس سے اپنے کان، اپنی آنکھ، اپنا دل، اپنے ہر عضو بلکہ ہر بال میں نُور طلب فرما رہے ہیں، اور بطورِ خلاصہ فرماتے ہیں:

فَاجْعَلْ لِي نُورًا[55]، وَأَعْظِمْ لِي نُورًا[56]، وَاجْعَلْنِي نُورًا[57] یعنی اے محبوبِ حقیقی !میرے نور کو بڑھا، بلکہ مجھے نُور ہی نُور بنا دے۔

شائقینِ باتمکین (پُر شوق مگر پختہ مزاج حضرات) کے لیے دعائے نبوت کے کلماتِ طیبات پیش کیے جاتے ہیں۔

---

52) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني، 1/ 168، الحديث94، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

53) (مدارج النبوت، باب اول در ذکر نسب شریف وحمل وولادت ورضاع آنحضرت ﷺ، 2/ 2، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

54) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام ،مدخل، 1/ 55، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1996 م)

55) (صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه بالليل، 5/ 3228، الحديث5957، دار ابن كثير، 1414هـ/ 1993م)

56) (مسند الإمام أحمد، ومن مسند بني هاشم، مسند عبد الله بن العباس بن عبد المطلب عن النبي صلى الله عليه وسلم، بداية مسند عبد الله بن العباس، 1/ 352، الحديث3291، دار إحياء التراث العربي، 1414هـ/ 1993م)

57) (صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، 1/ 529، الحديث763، دار إحياء الكتب العربية)

رئیسُ المفسّرین عبدُاللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مجھے ایک بار کاشانۂ نبوت میں رات بسر کرنے کا شرف حاصل ہوا، میں نے دیکھا کہ سرورِ عالم ﷺ بستر استراحت سے اُٹھے، مسواک استعمال فرمائی وضو فرمایا، اور پھر وِصال (نماز) میں مشغول ہوگئے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو زبانِ مبارک پر یہ دعائیہ الفاظ جاری تھے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِي نُورًا، وَمِنْ أَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، اللَّهُمَّ أَعْطِنِي نُورًا.[58] (صحيح مسلم، ج ١، ص ٢٦)

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں نور کردے، میری زبان پر نور کردے، میرے کانوں میں نور کردے، میری نگاہ میں نور کردے، میرے پیچھے نور کردے، میرے سامنے نور کردے، میرے اوپر نور کردے، میرے نیچے نور کردے۔ اے اللہ! میرے لیے نور زیادہ کردے۔

بُخاری شریف کی روایت میں " وأجعل لي نورا"[59] (اور مجھے نور بنادے) بھی آیا ہے۔(صحيح بخاری، ج ٢، ص ٣٤)

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں بھی "وَاجْعَلْنِي نُورًا"[60] آیا ہے۔ یعنی: اے نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ! مجھے نور ہی نور بنادے۔

اور بعض روایات میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں: فِي لَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَعِظَامِي وَلِسَانِي وَقَبْرِي نُورًا-

یعنی: میرے گوشت، میرے خون، میرے بال، میری ہڈیوں، میری زبان اور میری قبر کو نور بنادے۔

هُوَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَلْبِهِ وَقَالِبِهِ نُورٌ يُسْتَنَارُ مِنْهُ الْأَنْوَارُ، وَيُسْتَضَاءُ مِنْهُ الْأَسْرَارُ، وَقَدْ وَرَدَ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي نُورًا»، وَقَدْ سَمَّاهُ اللهُ تَعَالَى نُورًا.[61] (شرح الشفا، ملا علی قاری، ج ١، ص ٢١٥)

ترجمہ: حُضُور ﷺ کا دل اور بدن تمام نور ہے۔ سورج، چاند، ستارے وغیرہ آپ ﷺ کے نور سے فیض پاتے ہیں اور روشن ہیں، اور دلوں کے راز آپ ﷺ سے چمک اور روشنی پاتے ہیں۔

حدیث شریف میں مذکور ہے: اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي نُورًا[62] یعنی اے اللہ! مجھے نور بنادے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام پاک نور رکھا ہے۔

---

58) (صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، 1/ 530، الحديث763، دار إحياء الكتب العربية)

59) (صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه بالليل، 5/ 3228، الحديث5957، دار ابن كثير، 1414هـ/ 1993م)

60) (صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، 1/ 529، الحديث763، دار إحياء الكتب العربية)

61) (شرح الشفا، في ثناء الله تعالى عليه عليه السلام، 1/ 90، مكتبه عثمانية)

62) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الأدعية، باب أدعية الصحابة رضي الله عنهم، 12/ 269، الحديث13079، دار النشر: مكتبة ابن تيمية – القاهرة، الطبعة: الثانية)

قاعِدہ : آقائے نامدار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی یہ دعا بارگاہِ مُجیبِ الدَّعَوات میں حُسنِ قَبول کی خِلعت حاصل کئے ہوئے ہے، کیونکہ ہر نبی مُستَجابُ الدَّعَوات (جس کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے) ہوتا ہے۔ سَیِّدُ وُلدِ آدَم، فَخرِ دَوعالَم کی شانِ محبوبیت کی مقبولیت کا کیا کہنا! اُدھر لبِ اقدس سے دعائیہ الفاظ نکلتے، اِدھر وہ واقعہ بن کر سامنے آجاتے ؎ اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دعائے محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)

آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دعاؤں کا تو یہ عالم ہوتا تھا:

منظور ہیں ابرو کے کشادے سے دعائیں کمانِ ارِ نبوّت کا خطا ہو تیر کس طرح

یہ دعائے نبوّت درجۂ قبولیت سے نوازی گئی اور آپ کا ایک ایک عضو، ایک ایک بال اور جسمِ اقدس کا ایک ایک ذرّہ نُور بلکہ نُورٌ عَلٰی نُورٍ (نور پر نور) بنا دیا گیا۔ امام احمد رضا مُحدّثِ بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا:

شمعِ دل، مُشکوٰۃِ تن، سینہ زُجاجہ نور کا تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

ایک اعتراض اور اُس کا جواب:

سوال : منکرین و دشمنانِ نورانیت کا یہ کہنا کہ نبی کَرِیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور ہونے کی دعا کرنا "اس امر کی روشن دلیل ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نور نہ تھے، اور اگر ہوتے تو اس دعا کی ضرورت ہی کیا تھی؟

جواب: دعا ہمیشہ کسی نعمت یا رحمت کے "حُصُول" ہی کے لیے نہیں کی جاتی، بلکہ کبھی مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ جو نعمت مجھے مل چکی ہے، اس کا انقطاع (زوال) نہ ہو، بلکہ علی الدوام (ہمیشہ) میں اس نعمت سے لُطف اندوز ہوتا رہوں۔ گویا وہ نعمت کے "حصول" کی دعا نہیں بلکہ نعمت کے بقاء و دوام (جاری رہنے) کے لیے دعا ہے۔ بِحَمدِ اللہ! ہر مسلمان ہدایت یافتہ ہے اور صراطِ مستقیم پر زندگی کا سفر طے کر رہا ہے، مگر ہر نمازی ہر روز کئی کئی بار اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا کرتا ہے۔ تو مُعترِض (اعتراض کرنے والے) کے اصول کے مطابق کیا مسلمان کو ابھی تک ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چلنا نصیب نہیں ہوا کہ ہر روز دعا میں جاری ہے؟ ہرگز نہیں! کائنات میں صرف مسلمان ہی ہدایت یافتہ اور حق و صداقت کے صراطِ مستقیم پر قائم ہیں، بلکہ خود محبّتِ وحی و الہام صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی اپنی نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے، اور اپنی پاکیزہ زندگی کی آخری نماز میں بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھا۔ تو کیا، العیاذُ باللہ، آخری لمحات تک رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہدایت یافتہ نہ تھے؟ اور دوسروں کو صراطِ مستقیم کی رہنمائی و نشاندہی کرنے والا خود ابھی تک صراطِ مستقیم کی سعادتوں سے بے بہرہ (محروم) تھا؟ (معاذَ اللہ)

معلوم ہوا کہ جس طرح الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی بلندیوں پر فائز ہوتے ہوئے رِسالت مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے الصراط المستقیم کی دعا فرمائی، بالکل اُسی طرح نُور، سَراپا نُور، اور مُجَسَّم نُور ہوتے ہوئے اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي نُورًا کی نورانی دعا فرمائی۔

سیرتِ حلبیّہ، صفحہ ۲۹، جلد اوّل۔ زُرقانی، جلد ۱، صفحہ ۲۹ میں ہے:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، بِأَرْبَعَةِ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ[63]

ترجمہ: حضرت امام زین العابدین اپنے والدِ ماجد حضرت امام حسین سے، اور وہ اپنے والدِ گرامی حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: "حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے میں خُداوندِ کریم کے ہاں ایک نور تھا۔"

مُحدّث ابنُ القطّان جنہوں نے اس روایت کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے، ان کے متعلق علامہ زُرقانی فرماتے ہیں:

وَكَانَ مِنْ أَبْصَرِ النَّاسِ بِصِنَاعَةِ الْحَدِيثِ، وَأَحْفَظِهِمْ أَسْمَاءَ رِجَالِهِ.[64]

یعنی محدث ابن قطان حدیث میں بصیرتِ تام (گہری سمجھ) رکھتے تھے اور اسماء الرجال (راویوں کے ناموں) کے بہت بڑے حافظ تھے۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حدیثِ جابر کے معارض (متضاد) نہیں، جس میں نورِ محمدی ﷺ کا اَوّلُ الخلق (سب سے پہلی مخلوق) ہونا مذکور ہے۔ لَا يُنَافِي مَا مَرَّ أَنَّ نُورَهُ مَخْلُوقٌ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ۔ یعنی اس روایت میں نورِ محمدی ﷺ کی تخلیق کا ذکر نہیں، بلکہ حضور ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ "مجھے آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے خُداوندِ قدّوس کا خصوصی قرب (قریبی مقام) حاصل ہوا۔" گویا اس حدیث میں ایک خاص الخاص مرتبہ کی طرف اشارہ ہے۔[65]

اور سُنئے: زُرقانی، جلد ۱، صفحہ ۱۱۴؛ البدایہ والنہایہ، جلد ۲، صفحہ ۲۰۲، حضرت عِرباض بن ساریہ بیان فرماتے ہیں: ایک بار میرے حبیب محمد رسولُ اللہ ﷺ نے اپنی روئیدادِ زندگی (زندگی کا خلاصہ) یوں بیان فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِ ذَلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةُ عِيسَى وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ[66]

---

63) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، 1/ 95، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، مدخل، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م)

(السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب: نسبه الشريف صلى الله عليه وسلم، 1/ 46، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الثانية - 1427هـ)

64) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، 1/ 95، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، مدخل، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م)

65) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، 1/ 95، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، مدخل، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م)

66) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام ، ذكر تزوج عبد الله آمنة، 1/ 218، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان/ ، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م)

(البداية والنهاية، كتاب مبعث رسول الله ﷺ وذكر شيء من البشارات بذلك، البشارات به في الكتب السابقة، 497/3، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة: الأولى، (1417 - 1420 هـ))

الْبَزَّار، وَالطَّبَرَانِي، وَالْحَاكِم،[67] عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَة۔ الحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اور ابنِ حِبَّان[68] نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ترجمہ": بے شک میں لوحِ محفوظ میں 'خاتم النّبیین' لکھا جا چکا تھا، اور حضرت آدم علیہ السلام کا ابھی جسم خاک میں تھا۔ اور میں اپنی حقیقت کی تمہیں خبر دیتا ہوں، میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت، اور اپنی والدہ محترمہ کا خواب ہوں۔

یعنی جب میری والدہ نے مجھے جنا، تو انہوں نے مشاہدہ فرمایا کہ ان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔"

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا　　دعائے خلیل اور نوید مسیحا

صحابہ کرام کا حضور ﷺ سے سوال:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اپنی ابتداء کے متعلق کچھ ارشاد گرامی فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: میری والدہ محترمہ نے فرمایا تھا: إِنِّي رَأَيْتُ خَرَجَ مِنِّي نُورٌ أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ، هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.[69]

یعنی مجھ سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (سبحان اللہ العظیم) (مستدرک، جلد ۲، صفحہ ۶۰۰)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا نور ہونا خود بیان فرمایا اور نور بھی ایسا بلند و بالا کہ اگر وہ کسی چار دیواری کے اندر چمکتے تو بھی کوئی دیوار پہاڑ اور حجاب حائل نہیں ہو سکتا؟ آپ کی والدہ ماجدہ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر شام کے محلات کا نظارہ دیکھا۔

ایک حکایت: جامِع بن شَدّاد بیان کرتے ہیں کہ وفدِ طارِق جب مدینۂ مُنوَّرہ آیا تو حضورِ اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے پاس فروخت کی کوئی چیز ہو تو دکھاؤ۔" انہوں نے کہا کہ " : ہمارے پاس یہ سُرخ اونٹ ہے جس کو ہم فروخت کرنا چاہتے ہیں۔" حضور علیہ السّلام نے وہ اونٹ کھجُوروں کی ایک مُقرّر مقدار کے عِوَض (بدلے) خریدا اور اونٹ لے کر روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد قافلہ والے سخت پریشان اور نادم (پچھتائے) ہوئے کہ " : یہ ہم نے کیا کیا؟ جس کے ہاتھ ہم نے اونٹ فروخت کیا ہے، ہمارا اس سے کوئی تعارُف نہیں، ہم اس کے نام سے بھی واقف نہیں۔ اس تجارت میں ہم نے سخت نقصان پایا"! ہمارے ہمراہ ایک شُتر سوار (اونٹ پر سوار) تجربہ کار اور ایک عورت بھی تھی۔ جب اُس نے ہمیں اس قدر پریشان اور مضطرب دیکھا تو اُس نے کہا: "أَنَا ضَامِنَةٌ لِثَمَنِ الْبَعِيرِ رَأَيْتُ وَجْهَ رَجُلٍ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَخِيسُ بِكُمْ".

---

[67] (مسند البزار = البحر الزخار، مسند العرباض بن سارية. رضي الله عنه، 10/ 135، الحديث4199،مكتبة العلوم والحكم – المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، (بدأت 1988 م، وانتهت 2009 م))

(المستدرك على الصحيحين، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين، ذكر أخبار سيد المرسلين صلى الله عليه وآله وسلم، 3/ 497، الحديث4231، دار المعرفة، 1418هـ/ 1998م)

(المعجم الكبير، باب العين،عرباض بن سارية السلميا أسند العرباض بن ساريةعبد الأعلى بن هلال السلمي عن العرباض، 18/ 253، الحديث630)

[68] (صحيح ابن حبان، كتاب التاريخ،باب من صفته صلى الله عليه وسلم وأخباره، ذكر كتبة الله جل وعلا عنده محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين، 14/ 313، الحديث6404، مؤسسة الرسالة، 1414هـ/ 1993م)

[69] (المستدرك على الصحيحين، ومن كتاب آيات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم التي في دلائل النبوة، ذكر شق صدره صلى الله عليه وآله وسلم، 3/ 519، الحديث4288، دار المعرفة، 1418هـ/ 1998م)

ترجمہ: میں اس کی طرف سے ضامن ہوں۔ میں نے ایک ایسا شخص دیکھا ہے جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہے، اے قافلے والو! تم بے فکر ہو جاؤ۔ ایسا نورانی والا تمہیں نقصان نہیں دے گا۔

قافلے والوں نے رات آنکھوں میں کاٹی۔ سَپیدۂ سَحَر (صبح کی سفیدی) مژدۂ جاں فزا (جان خوش کرنے والی خبر) لے کر طلوع ہوا۔ ایک شخص کہہ رہا تھا": میں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قاصِد (پیغام رساں) ہوں۔ یہ لو کھجوریں! پہلے ان کو تناول فرماؤ کہ تمہاری مہمانی ہے، پھر اپنے اونٹ کی کھجوریں تول لو۔"[70]

(کتابُ الشِّفاء، جلد ۲، صفحہ ۴۴۷)

حضرت عَمرو بن سالم صحابی نے دربارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں ایک نعتیہ قصیدہ پیش کیا جس کا ایک شعر یہ بھی تھا:

ترجمہ: صحابۂ کرام رضوانُ اللہ تعالی علیہم اَجمعین کی چُنی ہوئی جماعت میں اللہ تعالیٰ کا محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف فرما ہے، چودھویں رات کے چاند کی مانند جن کا نورانی چہرہ چمکتا ہے، اور ہر آن جن کا اُفق (بلندی) ترقی پر ہے۔

قرآنِ عزیز کی ان آیاتِ بیّنات (واضح آیات) اور رسالتمآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ان احادیثِ طَیِّبات کے علاوہ بھی کتبِ احادیث میں اتنی کثرت سے روایات موجود ہیں جن کے بیان کے لیے یہ مختصر اوراق قطعاً ناکافی ہیں۔ لہٰذا میں بھی ان ہی پر اِکتفا کرتا ہوں۔

وسعت دل ہے بہت وسعت صحرا کی ہے　　اس لئے مجھ کو تڑپنے کی تمنا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ! قُرآن و حدیث کی اِن ٹھوس (مضبوط) شہادتوں سے، آفتابِ نصف النہار کی طرح، رسولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حِسّی، عَیْنی اور جِسْمَانِی نُورانِیَّت کا مسئلہ پوری وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا ہے۔ اِن بَراہِینِ قاطِعہ (کاٹ دینے والے دلائل) اور دلائلِ ساطِعہ (روشن و چمکتے ہوئے دلائل) کے بعد بھی اگر کوئی شخص حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نُورِ حَقِیقِی و حِسّی تسلیم نہیں کرتا، تو اُس کو یقین کر لینا چاہئے کہ وہ خود نُورِ اِیمان کی دولت سے بے بہرہ ہے۔

ازخدا جوییم توفیق ادب　　بی ادب محروم ماند ازلطف رب

ہمیں بھی اے خدا اسرار کا عرفان مل جائے　　تیرے محبوب کی الفت ملے، ایمان مل جائے

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۳ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

---

[70] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول: في تعظيم العلى الأعلى لقدر النبي المصطفى صلى الله عليه وسلم قولا وفعلا، الباب الرابع ففيما أظهره الله تعالى على يديه من المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات، 1/ 248، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399هـ – 1979م)